تعلیم الکتاب

دربارہ

تثلیث فی التوحید

مصنفہ

پادری وائی۔ کے۔ آتھم بی۔ اے۔ بی۔ ڈی

پاسٹر

یو۔ پی۔ چرچ راولپنڈی شہر

ستمبر ۱۹۵۳ء

پیش لفظ

۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۲ء جبکہ میں گوجرانوالہ سیمنری میں طالب علم تھا تو میں نے دیکھا کہ بیشتر تعداد ان طلباء کی تھی جو انگریزی پڑھ نہیں سکتے تھے۔ ان کا صرف مطالعہ استاد کے لیکچر اور لکھوائی ہوئی سرخیوں کے اندر اندر ہی محدود رہتا۔ کیونکہ لائبریری میں اُردو لٹریچر کا فقدان ہے۔ لائبریری دان بھی مجبور ہیں۔ وہ کتابیں کہاں سے لائیں جبکہ اُردو زبان میں علم الٰہی اور دیگر دینی علوم و معلومات کی کتب اس قدر کم ہیں کہ اگر کہہ دیا جائے کہ ہے ہی نہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ سیمنری چھوڑ کر پاسبانی خدمت اختیار کر لینے پر رہا سہا شوقِ مطالعہ بھی نابود ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایسی کتب اردو زبان میں ہے نہیں جن سے وہ استفادہ کر کے زمانہ کی تحقیقات کے دوش بدوش چل سکیں۔

عام مسیحیوں کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے کہ ذرا ذرا سی بات پوچھنے کے لئے پاسبان کے پاس دوڑے آتے ہیں لیکن اگر اردو میں ایسی دینی کتب ہوں جیسی کہ انگریزی میں بکثرت پائی جاتی ہیں تو عوام کی بے شمار مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔

رہنما طبقہ عوام پر فوراً الزام لگاتا ہے کہ وہ دینی کتب پڑھنے کا شوق نہیں رکھتے مگر کبھی کسی نے یہ بھی سوچا ہے کہ وہ کیا پڑھیں۔ متقدمین نے مناظرہ کی نوعیت کے چند رسالہ جات لکھے ہیں جن کے لئے ہم ان کے تہِ دل سے ممنون ہیں لیکن دینی اُردو لٹریچر کی ضرورت ہنوز بے بیان ہے۔ خاص و عام مسیحی کی اس اہم اور اشد ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بندہ نے الٰہی فضل پر توکل کر کے یہ سنجیدہ ارادہ باندھا ہے کہ کلیسیا کے لئے اُردو دینی لٹریچر مہیا کرنے میں حتی المقدور دیگر کارکنان کا ہاتھ بٹائے۔ چنانچہ اسی جذبۂ خدمت کے ماتحت "تعلیم الکتاب" کے زیرِ عنوان چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ سلسلہ وار آپ کی خدمت میں پیش ہوتے رہیں گے۔

(ا۔ م)

توضیح التوحید

دیباچہ

خدائے قادر کا بے حد احسان ہے کہ ہر زمانہ میں وہ انسان کی قابلیت اور استعداد کے مطابق اپنے روحانی حقائق کی سچائی کے اثبات ظاہر کرتا ہے تاکہ کسی زمانہ کے انسان کے لئے بھی کوئی عذر باقی نہ رہ جائے چنانچہ ہمارے زمانہ میں جسے علمی زمانہ کہنا بجا ہے کیونکہ اس میں مختلف علوم کی ترقی اور سائینس کی ایجادات حیرت انگیز نظر آتی ہیں۔ خدا نے یہی مناسب جانا کہ انہیں نئی ایجادات اور معلومات کو اپنے جلال کے لئے استعمال کرے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سائینس اور علم آثار قدیمہ کے علوم نے خدا کے واحد مکاشفہ یعنی بائبل کی بے شمار ایسی حقیقتوں کو جو پیشتر ازیں نکتہ چینوں کی نگاہِ غلط بین میں موہوم و مفروض دکھائی دیتی تھیں ایسا سچ ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ اب وہ انگشت بدندان اور مہر بلب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے ہیں۔

حق بات تو یہ ہے کہ اگر محقق کا دل کسی صورت متعصب نہ ہو تو بائبل مقدس

ا ڈاکٹر ہیری ریمر نے ایک ہزار ڈالر اس شخص کے لئے انعام رکھا ہے جو بائبل میں سائنس کی غلطی ثابت کر دے۔

کی کوئی حقیقت ایسی بعید از فہم نہیں کہ انسان اسے اتنا بھی نہ جان سکے جتنا کہ اسے اپنی نجات کے لئے ضروری ہے اور ضرورت سے زیادہ جاننے کی ضرورت بھی نہیں۔ استثناء ۲۹/۲۹ غیب کا مالک تو خداوند ہمارا خدا ہی ہے پر جو باتیں ظاہر کی گئی ہیں۔ وہ ہمیشہ تک ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے ہیں تاکہ ہم اس شریعت کی باتوں پر عمل کریں۔ علیٰ ہذا القیاس جو باتیں ظاہر کی گئی ہیں انہیں ماننا اور ان کے بارے میں یقین رکھنا انسان کا ایمانی فرض ہے۔ کیونکہ وہ ظاہر ہی اس غرض سے کی گئی ہیں کہ انسان الٰہی مکاشفہ پر یقین لائے اور جزائے خیر پائے۔ لہذا خدا کی طرف سے ظاہر کردہ تمام حقائق میں سے تثلیث فی التوحید بھی ایک حقیقت ہے لہذا اس کا ماننا ہم پر فرض ہے۔ گو اس کا ثابت کرنا مشکل ہے۔ تثلیث فی التوحید کا سمجھنا بیشتر اس لئے مشکل ہے کہ مقدس بائبل میں اس کا اظہار ایک مسلم الثبوت حقیقت کے طور پر کر دیا گیا ہے اس کے متعلق کیسے؟ کب؟ کیوں کچھ بھی واضح نہیں کیا گیا۔ بلکہ ایک امر واقعی کے طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ علماء نے عقلی طور پر بہت کوشش کی ہے کہ توحید فی التثلیث یا تثلیث فی التوحید کو ثابت کریں اور کسی حد تک کامیاب بھی ہوتے۔ مثلاً بعض نے کہا کہ جیسے سورج ایک ہے اور اس ایک میں تین الگ الگ چیزیں ہیں یعنی روشنی۔ گرمی اور زندگی۔ یہ تینوں پھر ایک سورج ہیں۔ اسی طرح خدا ایک ہے اور اس میں تین اقانیم ہیں باپ۔ بیٹا۔ پاک روح۔

ڈاکٹر برخوردار خان سول سرجن ریاست جنید لینے رسالہ "ثالوث مقدس" کی

میں صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں - نور کا ایک حصہ شیشہ کی چمنی کے جوف کے اندر ہے - دوسرا حصہ چمنی کی موٹائی کے اندر ہے - اور تیسرا حصہ چمنی کے باہر ہے - تا ہم یہ تین نور نہیں اور نہ ہی ایک نور کے ایسے تین حصے ہیں جو کبھی ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوں یا ہو سکیں ذات کے واحد ہونے کے سبب ایک نور دوسرے سے پہلے یا پیچھے نہیں - ایک دوسرے سے بڑا یا چھوٹا نہیں ایک میں تین اور تین میں ایک ہے -

بعض انسان کی مثال پیش کرتے ہیں کہ جیسے ایک انسان میں عقل - نفس اور روح تین الگ الگ چیزیں ہیں - اور ایک سے دوسری جدا نہیں ہو سکتی - ایک سے دوسری کو بڑی نہیں کہا جا سکتا اسی طرح ذات الٰہی میں بھی کثرت پائی جاتی ہے - ہم ان علماء کا ان ساری عقلی مساعی کیلئے خدا کا شکر کرتے ہیں لیکن ذاتی طور پہ ہم تثلیث فی التوحید کو اس لئے مانتے ہیں کیونکہ الٰہی مکاشفہ میں اس کا اظہار اسی صورت ہوا ہے -

کئی عاقل تثلیث فی التوحید کے اصول کو محض اس لئے ٹھکرا دیتے ہیں - کیونکہ عقل نہیں مانتی اور نہ سمجھ سکتی ہے - مگر یہ یاد رہے کہ کئی باتیں ہیں جنہیں عقل نہیں سمجھ سکتی لیکن سب عاقل انہیں مانتے ہیں - مثلاً خدا کا ہر جگہ بیک وقت حاضر و ناظر ہونا - خدا کا از خود ہونا - دنیاوی مسلمات میں سے وقت ایک ایسی چیز ہے جسے کوئی نہیں سمجھتا مگر ہر

ایک مانتا ہے۔ اسی طرح تثلیث بھی ایک حقیقت ہے عقل سمجھے یا نہ سمجھے۔

بعض کے دل میں یہ دلیل پیدا ہوتی ہے۔ کہ چونکہ لفظ تثلیث بائبل میں کہیں نہیں آیا اس لئے اصولِ تثلیث فی التوحید بھی بائبل کی حقیقت نہیں بلکہ مسیحیوں کی من گھڑت کہانی ہے۔ مگر بقول پولس رسول "لفظ تو مار ڈالتے ہیں مگر روح زندہ کرتی ہے"۔ مسیحیت الفاظ کی قید میں محبوس نہیں مگر مطالب کی، اس روح کی قائل ہے جو الفاظ کے اندر مکتوم ہے۔

ڈاکٹر اے۔ اے۔ ہاج اپنی کتاب بنام اوٹ لائینز آف تھیالوجی صفحہ ۱۷۴ پر رقمطراز ہیں۔ کہ انگریزی لفظ ٹری نی ٹی جس کا اردو ترجمہ تثلیث ہے یونانی لفظ ٹری نس یا ٹری آس سے مشتق ہے۔ اور اس کے معنی ہیں ایک میں تین یا تین جو ایک ہیں اور ہمارے اصول میں یہی مرکزی بات ہے یہ اصطلاح سب سے پہلے انطاکیہ کے بشپ تھیافلس سنہ ۱۶۸ تا سنہ ۱۸۰ء نے اور بعد میں ٹرٹولین نے تثلیث کے مسیحی تصور کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کی۔ چنانچہ جہاں تک یہ اصطلاح مسیحی اصولِ تثلیث فی التوحید کی ناشر ہے اس کا استعمال نہایت واجب ہے۔

آئندہ اوراق میں ہم نے کوشش کی ہے کہ مسیحی اصولِ تثلیث فی التوحید کو پیش کریں۔ خدا کرے کہ قارئین کرام کو اس کتابچہ سے حقیقی فائدہ پہنچے اور مسیحی علماء کے لئے دینی نوعیت کی کتب لکھنے میں یہ رسالہ ایک محرک ثابت ہو۔

اس کتابچہ کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب استعمال کی گئی ہیں۔

1	Systematic Theology	by	Berkhof.
2.	" "	"	A. H. Strong
3.	Outlines of Theology	"	A. A. Hodge
4.	Theological Lectures	"	David Bogue
5.	Popular Lectures on Theological Themes	"	A. A. Hodge
6.	Biblical Doctrines	"	B. B. Warfield

الفاظ اور ترجمہ کی صحت اور بحث کیلئے مندرجہ ذیل وسائل سے استفادہ کیا گیا ہے۔

1. Exhaustive concordance of Bible J. S. Strong
2. The interlinear Translation of the Greek New Testament by George Ricker Berry.
3. Thayers Greek-English Lexicon.

آمین

بیان الاصول

سادہ الفاظ میں تثلیث کے تصور میں یہ باتیں شامل ہیں۔

سچا اور زندہ صرف ایک خدا ہے۔

اس واحد ذات میں باپ۔ بیٹا۔ پاک روح تین الگ الگ شخص ہے

تینوں میں سے ہر ایک کامل خدا ہے۔

تینوں جوہر۔ ماہیت۔ قدرت۔ جلال میں برابر اور ایک ہیں۔

بعض معترضین زبردستی فرض کر لیتے ہیں کہ مسیحی باپ۔ بیٹا۔ پاک روح ایک خدا مانتے ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے ہم ایسا نہیں مانتے اور نہ ہی الٰہی مکاشفہ میں ایسا ہے۔ اس کے برعکس بعض غیر مسیحی اور کم علم مسیحی یہ سمجھتے ہیں کہ باپ۔ بیٹا۔ پاک روح ایک ہی خدا کے تین مختلف ظہور ہیں۔ لیکن یہ بھی غلط ہے۔ اور نہ ہی ہم تین جدا جدا خدا مانتے ہیں۔ ہم تو سیدھے سادھے الفاظ میں ایک تین یا تین ایک مانتے ہیں۔ اور یہی وہ حقیقت ہے۔ جس کا ظہور کلام مقدس میں ہوا ہے۔ اب اگر اس بیان کے پیش نظر بھی کوئی یہ کہتا رہے کہ عیسائی تین خدا مانتے ہیں تو اس کی مرضی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم مسیحی اصولاً اور عملاً ایک واحد خدا کو ماننے والے ہیں۔ البتہ ایک ایسی ذاتی اور جوہری وحدت مانتے ہیں۔ جس میں شخصیت کی کثرت ہے۔

بعض لوگ خدا کے بارے میں وحدتِ محض مانتے ہیں لیکن نہ تو آج تک کوئی وحدتِ محض کے معنی بیان کر سکا ہے نہ ہی کوئی تعریف قائم کر سکا ہے۔ چنانچہ ہمارے تجربہ کے مطابق وحدتِ محض کا ماننا اور عنقا کا ماننا ایک ہی بات ہے۔ جیسے عنقا ایک لفظ ہے جس کی حقیقت کوئی نہیں اسی طرح وحدت محض ایک ایسا مفروضہ امر ہے جس کے پیچھے کوئی ٹھوس حقیقت ہے نہیں۔

بعض خدا کے بارے میں وحدتِ مطلق مانتے ہیں مثلاً اہلِ اسلام۔ مگر ساتھ ہی وہ خدا کی جسمیت کے بھی قائل ہیں۔ ہماری دانست میں تو جسمیت حد اور عجز کو ظاہر کرتی ہے اور جو محدود و عاجز ہے وہ مطلق نہیں۔ لہذا وحدتِ مطلق بھی فقط لفظ ہی لفظ ہیں۔

بعض خدا کی وحدت شائد عددی وحدت کی صورت میں مانتے ہیں۔ مگر یہ تصور بھی بڑا غلط ہے۔ کیونکہ جب تک ایک سے نیچے کی کسریں یعنی ۱/۴، ۱/۲، ۳/۴ وغیرہ نہ مانی جائیں اور پھر ایک سے اوپر کے سارے اعداد یعنی ۲-۳-۴-۱۰-۱۰۰ وغیرہ نہ ملنے جائیں تو ایک کا تصور ممکن ہی نہیں کیونکہ ان ہی کسور و اعداد کے تصور اور تعلق میں ایک کو ایک کہا جاتا ہے۔ اگر یہ اعداد و کسور نہ مانی جائیں تو ایک ممکن ہی نہیں تو ثابت یہ ہوا کہ خدا کو عددی واحد ماننے والے درپردہ بے شمار خدا مانتے ہیں۔

آمدم برسر مطلب ہم مسیحی خدا کے بارے میں ذاتی اور جوہری وحدت مانتے

ہیں جس کا امکان خدا نے اپنی ذات کے اظہار سے کتاب مقدس میں تصدیق کر دیا ہے۔ اور ایسے شخص کے لئے جو انجیل کو الہامی اور سماوی مانتا ہے کوئی ضرورت باقی رہ نہیں جاتی کہ وہ عقلی اور منطقی اثبات تلاش کرے کہ ایک کیوں تین ہے اور تین کیسے ایک ہیں۔

بعض لوگ بڑے جوش سے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مانتے ہیں کہ دنیا میں خدا نے ایسی کتابیں بھیجیں اور وہ آج تک موجود ہیں مگر ان کی تعلیم سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ کیونکہ اگر ان کے الفاظِ دعویٰ کے مطابق یہ مطلب ہو کہ وہ ان کتبِ سماوی کی تعلیمات اور مکاشفات کو مانتے ہیں تو مسیحی اصولات کی ہرگز اتنی مخالفت نہ کریں کیونکہ وہ انہیں کتب میں پائے جاتے ہیں۔

ضمناً

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ دورِ حاضرہ کے علوم کتابِ مقدس کے حقائق کی تصدیق کر رہے ہیں چنانچہ سائیکالوجی (نفسیات) کی معلومات بھی اس شعبہ میں کچھ کم اہم نہیں۔ ماہرین نفسیات مانتے ہیں کہ ایک ذات میں شخصیات کی کثرت ممکن ہے۔ بلکہ ہر ذات میں کثرتِ شخصیت امکانی صورت میں موجود ہوتی ہے۔ لہذا خدا بھی اگر ذات ہے تو اس میں بھی شخصیت کی کثرت ممکن ہے۔

کسی شخصیت[1] کا خیال پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ ارد گرد اور شخصیتیں

[1] اے۔ ایچ سٹرانگ صفحہ ۳۳۲-۳۳۱ کے ٹرائی اون گاڈ بائی بار ٹلٹ

نہ ہوں۔ کتابِ مقدس کے مطابق خدا ازلی شخصیت ہے۔ جس سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ اس کے اردگرد دیگر شخصیتیں ہیں لیکن چونکہ ازلی ذات صرف ایک ہی ہو سکتی ہے۔ لہذا یہ ماننا پڑیگا کہ یہ دوسری شخصیتیں بھی اُسی ذات کے اندر ہیں اور لہذا اُسی جوہر کی ہیں۔ جس طرح انسانی شخصیت کا معیار دیگر انسانی شخصیتیں ہیں اور حیوانات کا اس سے بلحاظ شخصیت کوئی علاقہ نہیں۔ اسی طرح الہٰی شخصیت کا معیار الہٰی شخصیتیں ہی ہو سکتی ہیں۔

الہٰی صفات[۱] سے بھی کچھ ایسا ہی استدلال ہو سکتا ہے۔ اور ثابت کیا جا سکتا ہے کہ ازلی واحد ذات میں کثرتِ شخصیت ہے۔ مثلاً محبت سچائی۔ نیکی۔ پاکیزگی۔ عدل۔ وفاداری۔ رحم۔ راستبازی وغیرہ ایسی ازلی صفات ہیں جن کے ہونے کے لئے مفعول کا ہونا لازمی ہے محبت ممکن نہیں جب تک محبوب نہ ہو۔ چونکہ خدا ازل سے محبت رکھتا ہے اس لئے ازل سے کوئی اس کا محبوب ہے۔ لیکن دو ازلی نہیں ہو سکتے۔ لہذا ماننا پڑیگا کہ ازلی محب کی ذات کے اندر ہی ازلی محبوب ہے۔ جو مخلوق نہیں بلکہ اسی ازلی جوہر کا ہے۔ تاکہ محبت کے مطالبات۔ رسوم اور پاکیزگی میں نقص واقع نہ ہو۔

اب یہ سوال رہا کہ ہم اس کثرت کو تین پر کیوں مُعین کرتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ ہم خدا کی ذات میں تین شخص اس لئے مانتے ہیں کیونکہ کلام مقدس میں تین ہی کا مکاشفہ دیا گیا ہے۔ متی $\frac{۳}{۱۶-۱۷}$ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بائبل مقدس

---

[۱] بائیبل ڈاکٹرنز۔ بی بی۔ وارفیلڈ صفحہ ۱۳۷۔

ہیں اظہار تثلیث لفظی نہیں بلکہ عملی ہے۔ مطلب یہ کہ بائبل میں یہ کہیں مذکور نہیں کہ ایک خدا میں تین شخص ہیں۔ بلکہ یہ کہ کتاب مقدس میں جو الٰہی کارکردگی مذکور ہے۔ اس سے تثلیث فی التوحید ثابت ہوتی ہے۔

عہد عتیق میں توحید فی التثلیث

کسی نے خوب کہا ہے کہ عہد عتیق اس کمرہ کی مانند ہے جس میں ہر چیز موجود تو ہے لیکن کم روشنی کے سبب ہر چیز بڑی صاف نظر نہیں آتی چنانچہ وہ تمام امور اور حقائق جو نئے عہد نامہ میں صاف صاف دکھائی دیتے ہیں سب کے سب عکسی طور پر پرانے عہد نامہ میں پائے جاتے ہیں عبرانی چنانچہ حقیقت تثلیث بھی اس سے مستثنٰی نہیں اگر یہ اصول نئے عہد نامہ میں اظہر من الشمس ہے تو پرانے عہد نامہ میں یقیناً عکسی صورت میں موجود ہے۔ کیونکہ ازلی خدا بے تبدیل ہے۔ پس جیسا وہ نئے عہد نامہ میں ہے ویسا ہی پہلے بھی تھا۔ اگر نئے عہد نامہ میں ثالوث ہے۔ تو ازل سے ہی ثالوث ہو گا۔

علاوہ ازیں یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ عہد جدید کے رسول اپنے آباؤ اجداد کی مانند واحد خدا کے ماننے والے تھے۔ یوحنا ۲/۲۳ اکرنتھی ۶/۸ اتموتھی ۵/۲۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ عین اس خدا کے ماننے والے تھے جسے ابراہام اضحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پشت در پشت مانتے چلے آتے تھے۔ پس یہ معلوم ہوا کہ عہد جدید کے رسولوں کے تصور میں یہوواہ ہی باپ۔ بیٹا۔

پاک روح تھا۔

شاید کوئی یہ دریافت کرے کہ عہد عتیق میں تثلیث صاف کیوں ظاہر نہیں کی گئی۔ اس کا جواب یوں ہے کہ اگر قوم اسرائیل کی اس وقت کی ہسٹری دیکھی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ حالات ایسے تھے کہ ضروری تھا کہ ان کے دل پر ذات الٰہی کی توحید ہی نقش کی جائے تاکہ وہ آس پڑوس کی قوم کی مانند بہت سے خدا ماننے لگ جائیں۔ اس وقت تثلیث کا بین مکاشفہ یقیناً انہیں غلط فہمی میں ڈال دیتا۔ اصل میں تثلیث فی التوحید کے پورے مکاشفہ کے التوا کا سبب مسئلہ نجات کے تواریخی طور پر حل ہونے میں مضمر ہے۔ معمہ نجات کا حل ہی ایک ایسا الٰہی فعل ہے جس میں تثلیث فی التوحید واضح ہوتی ہے۔ اگر نجات اس طرح مہیا نہ کی جاتی اور گنہگار کی تقدیس کا یہ انتظام نہ ہوتا تو کچھ عجب نہیں کہ تثلیث کی حقیقت مکتوم ہی رہتی۔ جب وقت پورا ہوا خدا نے مخلصی کے لئے اپنا بیٹا اور تقدیس کے لئے پاک روح بھیجا۔ جس سے ہم پر صاف کھل گیا کہ ذات الٰہی میں تین شخص ہیں۔ اور مندرجہ ذیل سے اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے۔

۱۔ خدا کے لئے صیغہ جمع استعمال ہوا ہے۔ پیدائش ۱/۲۶ ، ۳/۲۲ ، ۱۱/۷ یسعیاہ ۶/۸

بعض دفعہ یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ عزت و تعظیم کی غرض سے صیغہ جمع استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن یہ اعتراض معقول معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اگر جمع سے عزت مقصود ہے تو پھر یہ ماننا پڑیگا کہ جہاں جہاں صیغہ واحد استعمال ہوا ہے وہاں خدا

کی تحقیر شان اور بے عزتی مطلوب ہے ۔ حالانکہ آج تک تمام متمدن اور مہذب انسان خدا کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کرتے ہیں تو کیا انہیں خدا کی توہین منظور ہوتی ہے ۔

بعض دفعہ بادشاہ اپنے لئے لفظ ہم استعمال کرتے ہیں ۔ لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو ان کا مطلب صرف اپنا آپ نہیں بلکہ چونکہ وہ پارلیمنٹ یا ان سب کی طرف سے بولتا ہے جن کے ہاتھ میں عنانِ حکومت ہوتی ہے اس کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے ذمہ دار صیغہ جمع استعمال کرتا ہے ۔ پس خدا بھی کسی کثرت کے نمائندہ کی حیثیت سے اپنے لئے جمع استعمال کرتا ہے ۔

۲ ۔ خدا کے لئے فعل[۱] جمع میں آتے ہیں ۔ پیدائش ۲۰/۱۳ ، ۳۵/۷

۳ ۔ الٰہی ذات میں کا ایک شخص دوسرے سے جدا کیا گیا ۔ زبور ۴۵/۷ ، ۱۱۰/۱ پیدائش ۹/۲۴ ہوسیع ۷/۱ اشخاص کی باہمی تخصیص کثرت کو صریحاً ظاہر کرتی ہے

۴ ۔ کلمات برکت جو تثلیث کو ظاہر کرتے ہیں ۔ گنتی ۶/۲۴-۲۶

۵ ۔ کلمات قدسیت جو تثلیث ظاہر کرتے ہیں ۔ یسعیاہ ۶/۳ مکاشفہ

۶ ۔ خدا کا فرشتہ خدا مگر شخصیت میں الگ بتایا گیا ہے ۔ پیدائش ۲۲/۱۱-۱۲ ان آیات میں متکلم خدا کا فرشتہ ہے ۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا سے الگ شخص ہے مگر اُس کے یہ الفاظ " مجھ سے دریغ نہ کیا " اس فرشتہ کو خدا ثابت کرتے ہیں ۔ چودھویں آیت میں خدا اور خدا کے فرشتہ کا سارا مفہوم " یہوواہ یری " میں صاف ہو جاتا ہے ۔ کہ یہ فرشتہ جو الگ شخص نظر آتا ہے ۔ یہوواہ ہے جس

[۱] ببلیکل ڈاکٹرنز ۔ بی بی ۔ وارفیلڈ صفحہ ۱۴۰ ۔

ثابت ہوتا ہے کہ کسی پُر راز انداز میں ذات یہوواہ وحدت میں کثرت رکھتی ہے۔
پیدائش ۱۳:۳۱ میں خدا کا فرشتہ پھر اپنے آپ کو بیت ایل کا خدا یعنی یہوواہ کہتا ہے۔ مزید دیکھئے پیدائش ۴۸: ۱۶-۱۵ خروج ۳: ۶-۲ قاضی ۱۳: ۲۳-۲۰، ۷۔ خدا کا بیٹا بیان کیا گیا ہے۔ امثال ۳۰: ۴ زبور ۲: ۷
یہاں تک تو ذاتِ الٰہی میں دو شخص نظر آتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی یہ کہے کہ تثلیث تو ہوگئی کہ خدا کا فرشتہ ہے اور بیٹا ہے۔ اور خدا ہے تثلیث مکمل ہوگئی لیکن یہ یاد رہے کہ بیٹا اور فرشتہ ایک ہے۔ یوحنا ۱: ۱۸ خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا اکلوتا بیٹا (خدا) جو باپ کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا۔ جتنے بھی خدا کے ظہور ہیں وہ سب بیٹے میں ہیں۔ جہاں کہیں یہ فرشتہ خدا کو ظاہر کرتا ہے تو یہ بیٹا ہی ہے۔

اب ہم تیسرے شخص یعنی پاک روح کے بارے میں دیکھیں۔
(ا) یسعیاہ ۱۱: ۲ ، ۴۰: ۱۴-۱۳ یہاں خدا کے روح میں شخصیت کی ساری صفات بیان کی گئی ہیں۔ اسکی بے خطا عقل۔ مشورت۔ عدالت اور حکمت مذکور ہیں۔
(ب) پیدائش ۱: ۲۔ ایوب ۳۳: ۴ ان آیات میں خدا کا روح تخلیق کے کام میں خدا کے ساتھ نظر آتا ہے۔
(ج) ۲ سموایل ۲۳: ۳-۲ خدا کا روح اور اسرائیل کا خدا ایک ہی بتائے گئے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ان آیات پر غور کیا جائے تو ۲۳: ۳ اسرائیل کا خدا اسرائیل کی چٹان ۲۳: ۲ خدا کا روح بعینہ وہی خدا ہے جسے عہد جدید میں باپ۔ بیٹا۔ پاک روح سے نامزد کیا گیا ہے۔

عہدِ جدید میں توحید فی التثلیث

ا۔ اناجیل اربعہ میں :- جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے نیا عہد نامہ خدا کا کوئی نیا تصور پیش نہیں کرتا۔ بلکہ عین وہی جو پرانے عہد نامہ میں پایا جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں زیر نقاب رقیق ہے یہاں بالکل بے نقاب ہے۔ تاہم یہ مطلب نہیں کہ عہد جدید میں ایسی آیات مرقوم ہیں کہ خدا ثالوث ہے بلکہ یہ کہ ابتدا تا انتہا، نئے عہد نامہ میں خدا کا تثلیثی تصور ہی نظر آتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اصول تثلیث چونکہ بیٹے اور پاک روح کے سبب سے ہے اور جب وہ خود نئے عہد نامہ میں ظاہر ہو گئے تو اس اصول پر کے سب پردے بھی اُٹھ گئے۔ لہٰذا وہ تمام آیات جو الوہیت مسیح اور پاک روح کی شخصیت ظاہر کرتی ہیں۔ گویا اصول تثلیث ثابت کرتی ہیں۔ اور ساتھ ہی اصولِ توحید بھی بدستور قائم رہتا ہے۔ مرقس ۱۲/۲۹ - اکرنتھی ۸/۴

ا۔ لوقا ۱/۳۵ متی ۱/۱۸ یہ آیات صاف ترین اظہارِ تثلیث ہے۔ خدا کی طرف سے پیغام ہے۔ بیٹے کے تجسم کا پیغام ہے۔ اور پاک روح کا سایہ ہے۔ اور چونکہ خدا کے قریبی فرشتہ کی زبانی یہ تثلیث سنائی گئی ہے اس لئے بے حد قابل قبول ہے۔ ب۔ متی ۳/۱۶-۱۷ مرقس ۱/۱۰-۱۱ لوقا ۳/۲۱-۲۲ یوحنا ۱/۳۲-۳۴ یہاں پھر اقانیم ثلاثہ کا صاف صاف ظہور ہے۔ ایسی صفائی کے ساتھ تینوں کا بیک وقت نظر آنا نہ صرف ثبوتِ تثلیث ہے بلکہ اس وہم کی تردید بھی ہے۔ کہ یہ ایک ہی خدا کے مختلف تین ظہور ہیں۔ باپ آسمان سے بول رہا ہے۔ بیٹا مجسم کھڑا ہے۔

پاک روح بصورت کبوتر اتر رہا ہے۔

ج - حوالہ جات جو مسیح کو خدا کے ساتھ ایک ثابت کرتے ہیں :-

متی ۱۱/۲۷ لوقا ۱۰/۲۲ یوحنا ۱۰/۳۰-۳۸ ۔ ۱۴/۹-۱۱ علاوہ ازیں یہودیوں کے مطابق خدا کے بیٹے کے معنی خدا تھے یوحنا ۵/۱۸ ، ۱۰/۳۳

ازلیت میں ایک :- یوحنا ۸/۵۸ ، ۱۷/۵ یہ آیت مسیح کو خدا کے ساتھ بجلال ثابت کرتی ہے۔

جوہر میں ایک :- یوحنا ۸/۴۲ ، ۱۶/۲۷-۲۸ ہوسکتا ہے کہ کوئی یہ اعتراض کرے کہ "باپ میں سے نکلا ہوں" کے معنے ہیں حضوری سے یا رفاقت سے نکلا ہوں۔ مگر یہاں یونانی میں جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ ان شکوک کو باطل ٹھہراتا ہے۔

د - حوالہ جات جو مسیح کو الگ شخص ثابت کرتے ہیں :-

متی ۲۶/۳۶ مرقس ۱۴/۳۲ یوحنا ۸/۴۲ ، ۱۶/۵ ، ۱۶/۲۶-۲۷ ، ۱۷/۳ ، ۱۷/۸

حوالہ جات جو پاک روح کی الگ شخصیت ظاہر کرتے ہیں۔

یوحنا ۱۴/۱۶ ، ۱۶/۱۳-۱۴ ، ۱۵/۲۶

س - باوجود الگ الگ شخص ہونے کے تینوں ایک ہیں :-

متی ۲۸/۱۹ - "باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو" اس میں تین اشخاص کا ذکر ہے - لیکن تین کے مطابق لفظ نام جمع نہیں گویا ہیں تو تین مگر ایک ہیں اگر یوں ہوتا کہ باپ کے نام سے بیٹے کے نام سے - روح القدس کے نام بپتسمہ دو تو تین مختلف خدا ثابت ہوتے

لفظ ناؔم یہودیوں کے مطابق ذات سے متعلق سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ یہودی لوگ لفظ نام سے خدا کی ذات سمجھا کرتے تھے۔ استثناء $\frac{۲۸}{۵۸}$ گویا لفظ نام کے معنی خدا تھے۔ یسعیاہ $\frac{۳۰}{۲۷}$، $\frac{۵۹}{۱۹}$ چنانچہ نام کی تکفیر ذات کی تکفیر سمجھی جاتی تھی۔ احبار $\frac{۲۴}{۱۱}$۔ لفظ نام اور اسی نام کی ذات کے ایک ہونے کے لئے مزید دیکھئے یرمیاہ $\frac{۱۴}{۹}$ اور یسعیاہ $\frac{۱۴}{۱۶}$ $\frac{۶۳}{۱۹}$

اس روشنی میں ہمیں صاف پتہ چلتا ہے کہ متی $\frac{۲۸}{۱۹}$ میں جن کا بیان ہے وہ تین الگ شخص ہیں مگر چونکہ لفظ نام واحد ہے اس لئے ان کی ذات واحد ہے۔

II پولس رسول کے خطوط میں:-

مقدس پولس کے تمام خطوط کا اگر شروع سے آخر تک بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پولس کے تصور میں بھی کامل تثلیث ہے۔ مگر ذاتِ الہٰی کے بارے میں اصول توحید بھی بدستور قائم نظر آتا ہے۔ اکرنتھی $\frac{۸}{۴-۶}$ رومی $\frac{۳}{۳۰}$ گلتی $\frac{۳}{۲۰}$ افس $\frac{۴}{۶}$۔ اتمیتھی $\frac{۲}{۵}$ کے پڑھنے سے پکا یقین ہو جاتا ہے کہ پولس رسول وحدت کا کٹر قائل تھا۔ مگر جیسے کہ ہم مزید دیکھیں وحدت میں کثرت پائی جاتی ہے۔

ہر خط کے شروع میں پولس رسول مکتوب الیہ کے لئے دعا مانگتا ہے مندرجہ ذیل مقامات پر کلماتِ دعا میں باپ اور بیٹا یعنی مسیح یسوع مشترک

(۱) ببلیکل ڈاکٹر نز آف بی۔ وار فیلڈ صفحہ ۱۵۴

نظر آتے ہیں۔ رومی $\frac{۱}{۷}$ - ا کرنتھی $\frac{۱}{۳}$ - ۲ کرنتھی $\frac{۱}{۲}$ گلتی $\frac{۱}{۳}$ افسی $\frac{۱}{۲}$ فلپی $\frac{۱}{۲}$
۲ تھسلنیکی $\frac{۱}{۲}$ - ا تموتھی $\frac{۱}{۲}$ فلیمون $\frac{۱}{۳}$

ا تھسلنیکی $\frac{۱}{۱}$ میں دعا کے الفاظ صرف یہ ہیں "فضل اور اطمینان تمہیں حاصل ہوتا رہے"۔

کلسیوں $\frac{۱}{۲}$ میں صرف خدا مذکور ہے۔

اس سے ہم ایک نتیجہ پہ پہنچتے ہیں کہ فضل اور اطمینان کی دعا پولس اُس خدائے واحد سے مانگتا ہے۔ جسے وہ مانتا ہے۔ لیکن کلسی $\frac{۱}{۲}$ میں آ سے فقط خدا کہتا ہے۔ باقی خطوط میں یسوع مسیح کو بھی بطور منبعِ فضل و اطمینان شریک کرتا ہے۔ پس یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُس کے الٰہی تصور میں کوئی کثرت پائی جاتی تھی۔

ہر خط کے اختتام پہ پولس رسول کلماتِ برکت استعمال کرتا ہے۔ جسے ہم مندرجہ ذیل جز بندی سے ظاہر کر کے توحید فی التثلیث کے نتیجہ پہ پہنچیں گے۔

جزو الف :- کلسی $\frac{۴}{۱۸}$ تم پر فضل ہوتا رہے۔
ا تموتھی $\frac{۶}{۲۱}$ تم پر فضل ہوتا رہے۔
طیطس $\frac{۳}{۱۵}$ تم سب پر فضل ہوتا رہے۔

نہایت مختصر طور پر برکت دی گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے تم پر خدا کا فضل ہوتا رہے۔

جزو ب :- رومی $\frac{۱۶}{۲۰}$ - ا کرنتھی $\frac{۱۶}{۲۳}$ گلتی $\frac{۶}{۱۸}$ فلپی $\frac{۴}{۲۳}$ - ا تھسلنیکی $\frac{۵}{۲۸}$ -

۲ تھسلنیکی $\frac{3}{18}$ فلیمون $\frac{1}{25}$ اس جزء کی آیات میں "یسوع مسیح کا فضل تم پر ہوتا رہے" کہہ کر برکت دی گئی ہے۔ اور جزء الف سے ذرا زیادہ مفصل کلمات استعمال کئے گئے ہیں۔

جزء ج :- افسی $\frac{6}{23-24}$ "خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے بھائیوں کو اطمینان حاصل ہو" اس جزء میں جزء ب سے زیادہ مفصل کلمات استعمال کئے گئے ہیں۔

جزء د :- ۲ کرنتھی $\frac{13}{14}$ "خداوند یسوع مسیح کا فضل۔ خدا کی محبت اور روح القدس کی شراکت تم سب کے ساتھ ہوتی رہے" سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ کلمات استعمال کئے گئے ہیں۔ ممکن نہیں کہ پولس بعض کلیسیاؤں کو تم پر خدا کا فضل ہوتا رہے" کہہ کر ان کو کم برکت دینا چاہتا تھا جنہیں "یسوع مسیح کا فضل تم پر ہوتا رہے کہہ کے برکت دی یا جن کے لئے خداوند یسوع مسیح کا فضل خدا کی محبت اور پاک روح کی شراکت تم سب کے ساتھ ہوتی رہے یہ کہہ کے برکت انہیں گویا باقیوں سے زیادہ برکت دینا چاہتا تھا۔ بلکہ وہ سب کو یکساں برکت دینا چاہتا تھا۔ لہذا مطلب یہ نکلا کہ سب کلمات برکت میں وہی ایک خدا مذکور ہے جو پولس کے تصور میں تھا اور وہ واحد خدا تھا۔ پس ثابت ہوا کہ پولس وحدت میں تثلیثی کثرت کو مانتا تھا۔

مزید دیکھئے۔

ا کرنتھی $\frac{6}{19}$ تمہارا بدن روح القدس کا مقدس ہے جو تم میں بسا ہوا ہے

رومی ۸/۹ لیکن تم جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہو بشرطیکہ خدا کا روح تم میں بسا ہوا ہے۔ ان آیات میں خدا کا روح خدا سے الگ شخص دکھایا گیا ہے اور ایماندار کا بدن اُس کا مسکن ہے۔ مگر اکرنتھی ۳/۱۶-۱۷ میں ایماندار کو خدا کا مقدس کہا گیا ہے۔ تو گویا پاک روح کا مسکن ہونا اور خدا کا مسکن ہونا ایک ہی بات ہے۔ حالانکہ یہ دو الگ الگ ہیں۔ پس ماننا پڑتا ہے کہ الگ الگ ہونے کے باوجود بھی یہ دونو کسی صورت میں ایک بھی ہیں۔

رومی ۹/۵ مسیح بھی۔ . . . جو سب کے اوپر خدائے محمود ہے۔

طیطس ۲/۱۳ اپنے بزرگ خدا اور منجی یسوع مسیح کے جلال کے ظاہر ہونے کے منتظر رہیں۔

ان آیات میں خدا اور یسوع مسیح ایک بیان کئے گئے ہیں۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ دونو الگ الگ شخص بھی ہیں پس آخری نتیجہ یہ نکلا کہ پولس کے الہٰی وحدت کے تصور میں تین کی کثرت ثابت ہوتی ہے۔

چند مقامات ایسے بھی موجود ہیں جن میں پولس رسول ذاتِ الہٰی کے تینوں اشخاص کو روحانی نعمتوں اور برکتوں کا واحد منبع بیان کرتا ہے۔ مثلاً افسی ۲/۱۸، ۳/۲-۵، ۴/۴-۶ اکرنتھی ۱۲/۴-۶ ان آیات میں طبعی قدرتی انداز سے تین کو ایک اور ایک کو تین بیان کیا گیا ہے۔ اور تینوں میں سے ہر ایک کو پوری پوری الوہیت بھی دی گئی ہے اور کلماتِ برکت کی طرح ذاتِ الہٰی میں کی تثلیثی شخصیت ثابت کر دی گئی ہے۔

III دیگر خطوط میں :- دیگر خطوط میں بھی مخلصی اور مخلصی سے

متعلق برکات کا سرچشمہ خدائے ثالوث ہی ثابت کیا گیا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان مکتوبات کے الہامی مصنفین اور وہ سب یہودی اور غیر یہودی مسیحی جن کے لئے یہ خطوط لکھے گئے تثلیثی تصور الٰہی سے کچھ ایسے مانوس تھے کہ نہ تو لکھنے والوں کو تثلیث کے ثبوت دینے کی ضرورت تھی نہ ہی پڑھنے والوں کو مطالب سمجھنے میں کچھ دقت پیش آتی تھی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حوالہ جات بطور تصدیق پیش کئے جاتے ہیں۔ عبرانی ۲/۳-۴ ، ۶/۴-۶ ، ۱۰/۲۹-۳۱ ۔ ۱ پطرس ۱/۲ ، ۱ یوحنا ۵/۴-۸ یہوداہ ۱/۲۰-۲۱ مکاشفہ ۱/۴-۶

اشخاصِ تثلیث کا باہمی رشتہ

اشخاص تثلیث کے باہمی رشتہ کو معلوم کرنے کے لئے ہمیں انہیں القاب پر غور کرنا پڑتا ہے جو تثلیث کے ہر ایک شخص کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی باپ۔ بیٹا۔ پاک روح۔ بادی النظر میں تو معلوم ہوتا ہے کہ باپ سب سے اوپر ہے۔ بیٹا اُس کے ماتحت ہے۔ اور پاک روح باپ اور بیٹے دونوں کے ماتحت ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں برابری کا رشتہ ہے۔ کوئی بڑا نہیں اور کوئی چھوٹا نہیں بلکہ تینوں ابدیت و ازلیت۔ قدرت اور جلال میں برابر ہیں۔ عہد جدید کی اصلی زبان کے محاورہ کے مطابق اور اس زمانے کے سمجھنے کے مطابق لفظ بیٹا کچھ ان معنوں کا حامل تھا کہ جو کچھ باپ ہے وہی بیٹا ہے۔

یعنی برابری کے معنی یوحنا ۵/۱۸۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کا لقب بیٹا اُسے باپ کا ماتحت ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ برابری کی حیثیت سے دیا گیا ہے۔

بعض لوگ یوحنا ۱/۱۴، ۳/۱۶–۱۸۔ الیوحنا ۴/۹ سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ مسیح کو اکلوتا یا اکلوتا بیٹا کہا گیا ہے۔ اس لئے مسیح خدا باپ سے کمتر ہے۔ مگر دیگر حوالجات جو پہلے بیان ہو چکے ہیں اس دلیل کی تردید کرتے ہیں۔ اکلوتا ایسی اصطلاح ہے جس سے یکتائی۔ اور بے مثلی مراد ہے چنانچہ دیکھئے یوحنا ۱/۱۸ خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا اکلوتا خدا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا۔ اب اس اکلوتے خدا کا مطلب کوئی کیا سمجھیگا سوائے لاثانی خدا۔ واحد خدا یا یکتا خدا کے۔ اور جب بیٹا یا مسیح بھی یکتا خدا ہے تو خدا باپ سے کسی صورت کم نہ ہوا۔ مزید دیکھئے مکاشفہ ۱/۸، ۲/۸، ۱/۱۱، ۲۱/۶، ۲۲/۱۳

اسی طرح پاک روح کو بھی عہد جدید میں خدا یا خدا کے برابر ہی کہا گیا ہے اور بڑی زبردست تشبیہ استعمال کی گئی ہے۔ اکرنتھی ۲/۱۰–۱۱ جس طرح آدمی کی روح اسی کا مرکز ہے ویسے ہی پاک روح خدا کا باطن ہے اور خدا کا باطن خدا خود ہی ہے مطلب یہ کہ پاک روح خدا ہے۔ لہٰذا کلام کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ذات الٰہی میں کے اشخاص آپس میں برابری کا رشتہ رکھتے ہیں۔

تدریج فی التثلیث

ہم نے دیکھ لیا کہ باپ بیٹا اور پاک روح آپس میں برابری کا رشتہ رکھتے ہیں لیکن

۱؎ دی انٹرلینیر ٹرانسلیشن آف دی گریک نیو ٹیسٹامنٹ از جارج ریکر بیری فٹ نوٹ صفحہ ۲۴۱

ساتھ ہی یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں ہو سکتی کہ اُن تعلقات کے لحاظ سے جو خدائے ثالوث دنیا و تمام مخلوقات کے ساتھ رکھتا ہے اشخاص تثلیث میں درجے نظر آتے ہیں۔ خدائے ثالوث کے تمام کاموں میں بالعموم اور گنہگار کی نجات میں بالخصوص سب سے پہلے باپ۔ پھر بیٹا اور پھر پاک نظر آتے ہیں۔ گویا باپ ہر کام بیٹے کے وسیلے پاک روح سے کرتا ہے۔ یوحنا ۱۴/۱۵-۱۴ رومی ۲/۱۶ ، ۳/۲۲ ، ۵/۱۱ افسی ۱/۵ ططس ۳/۵۔ مگر یہ تدریج فعلی تدریج ہے۔ جو باہمی مشورت کی بنا پر اشخاصِ تثلیث نے برضائے خود قبول کی ہے۔ چنانچہ مسیح خداوند کے اپنے الفاظ "کوئی میری جان مجھ سے چھینتا نہیں . . . . مجھے اسے دینے کا بھی اختیار ہے اور پھر لے لینے کا بھی اختیار ہے" یہ ثابت کرتے ہیں کہ اُس نے برضائے خود خدا باپ کے برابر ہوتے ہوئے اس درجہ کو قبول کیا۔ فلپی ۲/۶-۸ اُس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا۔ اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی گوارہ کی۔

ان آیات میں کس قدر صاف بیان ہے کہ مسیح نے خود دیدہ و دانستہ۔ اپنی مرضی سے پستی اپنے اوپر لی باپ کا کوئی جبر یا تشدد اس پر نہیں۔ لہٰذا تدریج عرضی و فعلی ہے۔ قدرتی نہیں۔

اسی طرح پاک روح بھی جو باپ اور بیٹے سے برابری کا رشتہ رکھتا ہے برضائے خود تکمیل نجات میں کام کرتا ہے۔

(نور آرٹ پریس راولپنڈی)